حاضر ناظر

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

رسول اللہ ﷺ ہر جگہ حاضر ناظر نہیں ہیں، حیات طیبہ میں بھی نہیں تھے اور اب جب کہ آپ ﷺ اللہ کے پاس جا چکے ہیں، تب بھی نہیں ہیں۔ نصوص قرآن وسنت اور ائمہ سلف کی تصریحات سے یہی ثابت ہے۔ دلائل ملاحظہ ہوں:

قرآنی دلائل

① اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَامَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ، وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يَخْتَصِمُونَ﴾(آل عمران : 44)

''(اے نبی!) جب لوگ مریم کی کفالت کے لئے قرعہ اندازی کر رہے تھے، تب آپ ان کے پاس نہیں تھے۔ نہ ہی آپ اس وقت ان کے پاس تھے، جب وہ جھگڑ رہے تھے۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَيْ : مَا كُنْتَ عِنْدَهُمْ يَا مُحَمَّدُ فَتُخْبِرَهُمْ عَنْهُمْ مُعَايِنَةً عَمَّا جَرٰى، بَلْ أَطْلَعَكَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ كَأَنَّكَ كُنْتَ حَاضِرًا وَّشَاهِدًا لِّمَا كَانَ مِنْ أَمْرِهِمْ، حِينَ اقْتَرَعُوا فِي شَأْنِ مَرْيَمَ أَيُّهُمْ يَكْفُلُهَا .

''اے محمد (ﷺ)! آپ ان کے پاس نہیں تھے کہ اس واقعہ کا آنکھوں دیکھا حال بیان کرتے، بلکہ اللہ نے آپ کو بتا دیا، گویا آپ اس وقت ان کے پاس موجود تھے، جب وہ مریم علیہا السلام کے معاملے میں قرعہ اندازی کر رہے تھے۔''

(تفسیر ابن کثیر : 42/2)

② فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ إِذْ قَضَيْنَا إِلٰى مُوسَى الْأَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشَّاهِدِينَ﴾(القصص : 44)

''(اے نبی)! آپ کوہِ طور کی مغربی جانب حاضر نہ تھے، جب ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو نبوت عطا کی تھی، نہ تو آپ موجود تھے اور نہ آپ دیکھ رہے تھے۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَيْ : مَا كُنْتَ حَاضِرًا لِّذٰلِكَ، وَلٰكِنَّ اللّٰهَ أَوْحَاهُ إِلَيْكَ .

''(اے نبی!) آپ اس واقعہ کے وقت حاضر نہ تھے، بلکہ اللہ نے آپ کو اس کی اطلاع بذریعہ وحی دی ہے۔''(تفسیر ابن کثیر : 240/6)

③ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّورِ إِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَا أَتَاهُمْ مِّنْ نَّذِيرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ﴾

(القصص : 46)

''جب ہم نے آواز دی تھی، تب آپ طور کی طرف نہیں تھے، بلکہ یہ آپ کے پروردگار کی طرف سے ایک رحمت ہے، اس لئے کہ آپ ان لوگوں کو ہوشیار کر

دیں، جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں پہنچا اور وہ نصیحت حاصل کرلیں۔''

④ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِي أَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ﴾ (القصص: 45)

''(اے نبی)! آپ مدین میں مقیم نہیں تھے کہ ان پر ہماری آیات تلاوت کرتے، بلکہ یہ خبریں ہم ہی (آپ تک) پہنچانے والے ہیں۔''

⑤ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَإِ الْأَعْلٰى إِذْ يَخْتَصِمُونَ﴾

(صٓ: 69-70)

''(کہہ دیجئے کہ) مجھے ان بلند قدر فرشتوں کی بات چیت کا کوئی علم نہیں، جب وہ تکرار کر رہے تھے۔''

⑥ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ذٰلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ أَجْمَعُوا أَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُونَ﴾ (یوسف: 102)

''یہ غیب کی خبریں ہیں، جو ہم آپ کی طرف وحی کرتے ہیں۔ آپ اخوان یوسف کے پاس نہ تھے، جب انہوں نے (یوسف علیہ السلام کو کنواں میں پھینکنے کا) پختہ عزم کرلیا تھا، وہ مکر کر رہے تھے۔''

امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ (224-310ھ) لکھتے ہیں:

يَقُولُ : وَمَا كُنْتَ حَاضِرًا عِنْدَ إِخْوَةِ يُوسُفَ، إِذْ أَجْمَعُوا، وَاتَّفَقَتْ آرَاؤُهُمْ، وَصَحَّتْ عَزَائِمُهُمْ عَلٰى أَنْ يُلْقُوا يُوسُفَ فِي غَيَابَةِ الْجُبِّ.

''اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ سے فرمایا کہ آپ اس وقت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے پاس حاضر نہیں تھے، جب انہوں نے یوسف علیہ السلام کو گہرے کنویں میں پھینکنے کا پورا ارادہ کر لیا تھا اور اس بارے میں ان کی آرا متفق ہو گئی تھی اور ان کے عزائم پختہ ہو گئے تھے۔'' (تفسير الطّبري : 13/98)

ان دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں ہیں، اس کے باوجود بعض لوگ نبی کریم ﷺ کا ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا قرآن و حدیث سے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں، جبکہ صحابہ، تابعین اور ائمہ دین میں سے کوئی بھی یہ عقیدہ نہیں رکھتا تھا، سوال ہے کہ کیا اسلاف امت ان دلائل سے واقف تھے؟

اگر تھے اور یقیناً تھے، تو آخر انہوں نے ان دلائل کی روشنی میں عقیدہ حاضر و ناظر ثابت کیوں نہیں کیا، جبکہ وہ سب سے بڑھ کر کتاب و سنت کو سمجھنے والے اور اس کے مطابق عقیدہ بنانے والے تھے۔ ان کا یہ عقیدہ اختیار نہ کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ عقیدہ حاضر و ناظر بدعی اور گمراہ کن عقیدہ ہے۔

فہم دین میں سلف صالحین کی مخالفت وہی کر سکتا ہے، جو عقیدہ اہل سنت سے منحرف ہوگا۔

بعض لوگ نبی کریم ﷺ کے ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے پر یہ آیت پیش کرتے ہیں:

﴿أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ﴾ (الفيل : ۱)

''(نبی!) کیا آپ جانتے ہیں کہ تیرے رب نے ہاتھی والوں کا کیا حشر کیا؟''

رؤیت دو طرح کی ہوتی ہے، بصری اور علمی۔ مذکورہ آیت میں رؤیت علمی ہے، جبکہ بعض احباب یہاں سے رؤیت بصری مراد لیتے ہیں اور باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ہاتھی والوں کی ہلاکت کا مشاہدہ کیا ہے۔ یہ قرآن کی واضح تحریف ہے۔امام بخاری رحمہ اللہ نے أَلَمْ تَرَ کا معنی أَلَمْ تَعْلَمْ کیا ہے۔

(صحيح البخاري : قبل الحديث : ٤٧٠٠)

لہٰذا یہاں رؤیت علمی مراد ہے، ذرا اس فرمانِ باری تعالیٰ پر بھی غور کیجئے:

﴿أَوَلَمْ يَرَ الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ نُطْفَةٍ، فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُّبِينٌ﴾

(يس : ٧٧)

''کیا انسان جانتا نہیں کہ ہم نے اسے ایک حقیر نطفے سے پیدا کیا ہے اور اب وہ کھلم کھلا جھگڑتا پھر رہا ہے۔''

کیا کوئی یہاں یَرَ کا معنی ''دیکھنا'' کر سکتا ہے؟ یقیناً یہاں رؤیت علمی مراد ہے۔

کیا اس آیت میں بھی رؤیت بصری ہی مراد لی جائے گی؟:

﴿أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ قَرْنٍ﴾(يس : الأنعام : ٦)

''کیا وہ (کفار) جانتے نہیں کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی قوموں کو ہلاک کیا؟''

کوئی ہے، جو یہاں بھی رؤیت بصری مراد لے کر کفار مکہ کے ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ پیش کرے گا؟

اس جیسی اور بہت سے آیات موجود ہیں، ہر آیت میں رؤیت علمی ہی مراد ہے۔ فافہم!

حدیثی دلائل:

① سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

فَقَدْتُّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْلَةً مِّنَ الْفِرَاشِ، فَالْتَمَسْتُهُ.

''میں نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کو بستر سے گم پایا، تو آپ ﷺ کو تلاش کرنے لگی۔۔۔'' (صحیح مسلم: ١/١٩٢، ح: ٤٨٦)

② سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

أَصْبَحَ النَّاسُ، وَقَدْ فَقَدُوا نَبِیَّهُمْ.

''صبح ہوئی، تو لوگوں نے نبی کریم ﷺ کو گم پایا۔۔۔''

(صحیح مسلم: ١/٢٣٩، ح: ٦٨١)

③ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰہِ ذَاتَ لَیْلَةٍ فَفَقَدْنَاهُ فَالْتَمَسْنَاهُ فِي الْأَوْدِیَةِ وَالشِّعَابِ، فَقُلْنَا: اسْتُطِیرَ أَوِ اغْتِیلَ، قَالَ: فَبِتْنَا بِشَرِّ لَیْلَةٍ بَاتَ بِهَا قَوْمٌ، فَلَمَّا أَصْبَحْنَا إِذَا هُوَ جَاءٍ مِّنْ قِبَلَ حِرَاءٍ، قَالَ: فَقُلْنَا: یَا رَسُولَ اللّٰہِ، فَقَدْنَاكَ فَطَلَبْنَاكَ فَلَمْ نَجِدْكَ فَبِتْنَا بِشَرِّ لَیْلَةٍ بَاتَ بِهَا قَوْمٌ.

''ہم ایک رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ کہیں گم ہو گئے، ہم نے آپ کو وادیوں اور گھاٹیوں میں تلاش کیا۔ پھر ہم نے سوچا کہ آپ پر جنوں یا انسانوں نے حملہ نہ کر دیا ہو۔ وہ ساری رات ہم نے پریشانی میں اور اذیت

میں بسر کی۔ صبح ہوئی تو آپ ﷺ غارِ حراء کی جانب سے تشریف لائے۔ ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم آپ کو تلاش کرتے رہے، لیکن آپ نہ ملے، پوری رات پریشانی اور اذیت میں گزری۔۔۔''

(صحیح مسلم: ۱۸٤/۱، ح: ٤٥٠)

④ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

اِفْتَقَدْتُّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَظَنَنْتُ أَنَّهٗ ذَهَبَ إِلٰى بَعْضِ نِسَائِهٖ، فَتَحَسَّسْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ، فَإِذَا هُوَ رَاكِعٌ أَوْ سَاجِدٌ يَّقُولُ: سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ.

''ایک رات میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے بستر پر نہیں ہیں، میں نے سمجھا کہ آپ کسی بیوی کے گھر چلے گئے ہوں گے۔ میں نے تلاش کیا، پھر واپس لوٹی تو آپ ﷺ رکوع یا سجدے میں یہ دعا پڑھ رہے تھے: سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ۔۔۔''(صحیح مسلم: ۱۹۲/۱، ح: ٤٨٥)

⑤ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدَ أُنَاسًا فِي بَعْضِ الصَّلَوَاتِ.

''رسول اللہ ﷺ نے ایک نماز میں کچھ لوگوں کو گم پایا۔۔۔''

(صحیح مسلم: ۲۳۲/۱، ح: ٦٥١)

⑥ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ امْرَأَةً سَوْدَاءَ كَانَتْ تَقُمُّ الْمَسْجِدَ أَوْ شَابًّا فَفَقَدَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَأَلَ عَنْهَا أَوْ عَنْهُ، فَقَالُوا : مَاتَ .

''ایک سیاہ فام عورت یا نوجوان مسجد میں جھاڑو دیا کرتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے گم پایا، تو اس کے بارے میں دریافت فرمایا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: اس کی وفات ہو گئی ہے۔'' (صحيح مسلم : ١/٣٠٩، ح : ٩٥٦)

⑦ **سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:**

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، افْتَقَدَ ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ، فَقَالَ رَجُلٌ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَنَا أَعْلَمُ لَكَ عِلْمَهُ، فَأَتَاهُ فَوَجَدَهُ جَالِسًا فِي بَيْتِهِ، مُنَكِّسًا رَأْسَهُ .

''نبی اکرم ﷺ نے ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو گم پایا۔ ایک آدمی نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں آپ کو ان کے بارے میں آگاہی دیتا ہوں۔ وہ شخص آیا تو دیکھا کہ وہ اپنے گھر میں سر جھکائے بیٹھے ہیں۔''

(صحيح البخاري : ١/٥١٠، ح : ٣٦١٣)

⑧ **سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:**

إِنَّهُ لَقِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طَرِيقٍ مِّنْ طُرُقِ الْمَدِينَةِ، وَهُوَ جُنُبٌ فَانْسَلَّ فَذَهَبَ فَاغْتَسَلَ، فَتَفَقَّدَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا جَاءَهُ قَالَ : أَيْنَ كُنْتَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟

''میں مدینہ منورہ کے ایک راستے میں نبی اکرم ﷺ سے ملا۔ اس وقت میں

جنابت کی حالت میں تھا، لہٰذا چپکے سے وہاں سے چلا گیا اور جا کر غسل کیا۔ نبی کریم ﷺ نے مجھے گم پایا، میں جب واپس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ابوہریرہ! آپ کہاں تھے؟'' (صحیح مسلم: ١/١٦٢، ح: ٣٧١)

⑨ سیدنا قرہ بن ایاس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری صحابی کا نبی اکرم ﷺ کے پاس آنا جانا تھا۔ ان کے ساتھ ایک بچہ بھی ہوا کرتا تھا۔ ایک دن نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: کیا آپ اس سے محبت کرتے ہیں؟ صحابی نے عرض کیا: جی ہاں، اللہ کے رسول!۔۔۔

فَقَدَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَأَلَ عَنْهُ، فَقَالُوا : يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَاتَ ابْنُهٗ .

''نبی اکرم ﷺ نے اسے گم پایا، تو اس کے بارے میں دریافت فرمایا۔ صحابہ کرام نے عرض کی: اللہ کے رسول! اس کا بیٹا فوت ہو گیا ہے۔''

(مسند الطّيالسي : ١٤٥، مسند الإمام أحمد : ٤٣٦/٣، سنن النَّسائي : ١٨٧١، المستدرك على الصّحيحين للحاكم : ٣٨٤/١، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۲۹۴۷) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ .

''اس حدیث کی سند صحیح ہے۔''

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے بھی اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔'' (فتح الباري : ٣٦١/٣)

⑩ سیدنا ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةٍ لَّهٗ، قَالَ: فَلَمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِ قَالَ لِأَصْحَابِهٖ: هَلْ تَفْقِدُونَ مِنْ أَحَدٍ؟ قَالُوا: نَفْقِدُ فُلَانًا وَّنَفْقِدُ فُلَانًا، قَالَ: انْظُرُوا هَلْ تَفْقِدُونَ مِنْ أَحَدٍ؟ قَالُوا: لَا، قَالَ: لٰكِنِّي أَفْقِدُ جُلَيْبِيبًا، قَالَ: فَاطْلُبُوهُ فِي الْقَتْلٰى قَالَ: فَطَلَبُوهُ فَوَجَدُوهُ إِلٰى جَنْبِ سَبْعَةٍ قَدْ قَتَلَهُمْ، ثُمَّ قَتَلُوهُ.

''رسول اللہ ﷺ ایک غزوے میں نکلے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو مالِ غنیمت عطا کیا تو آپ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: کوئی صحابی یہاں سے غائب تو نہیں؟ صحابہ نے عرض کی: فلاں اور فلاں نہیں ہیں۔ فرمایا: دیکھو، کیا کوئی اور بھی ہیں جو مل نہ رہے ہوں؟ صحابہ نے عرض کیا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: جلیبیب نظر نہیں آ رہے؟ انہیں مقتولین میں تلاش کرو۔ صحابہ کرام نے تلاش کیا تو انہیں سات کفار کے پہلو میں پایا، جنہیں جلیبیب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا، پھر کفار نے انہیں شہید کر دیا تھا۔''

(مسند الإمام أحمد: ٤/٤٢٢، صحيح مسلم: ٢٤٧٢)

ان دلائل سے واضح طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی حیاتِ مبارکہ میں بھی ہر جگہ حاضر و ناظر نہ تھے۔ آپ ﷺ صحابہ کرام سے اور صحابہ کرام آپ ﷺ سے گم ہو جایا کرتے تھے۔ اگر آپ ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر تھے تو ایسا کیوں ہوتا تھا؟

⑪ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَقَالَ : يَا مُغِيرَةُ! خُذِ الْإِدَاوَةَ، فَأَخَذْتُهَا، فَانْطَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتّٰى تَوَارٰى عَنِّي، فَقَضٰى حَاجَتَهٗ.

''میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مغیرہ! (پانی والا) برتن پکڑو۔ میں نے برتن پکڑ لیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے گئے حتی کہ مجھ سے چھپ گئے اور قضائے حاجت سے فارغ ہوئے۔''

(صحيح البخاري : ٥٢/١، ح : ٣٦٣، صحيح مسلم : ١٣٣/١، ح : ٢٧٤)

کیا جو شخص دوسروں سے اتنا دُور ہو جائے کہ ان کی آنکھوں سے اوجھل ہو جائے، وہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہوتا ہے؟ عقلی طور پر بھی یہ محال اور ناممکن ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر و ناظر ہوں، کیونکہ ہر جگہ میں تو گندگی اور غلاظت والی جگہیں بھی شامل ہیں، نیز لوگوں کی خلوت گاہیں اور ایسی جگہیں بھی شامل ہیں جن کو ایک عام مسلمان بھی دیکھنا پسند نہیں کرتا۔ کسی مسلمان کے لیے کیسے ممکن ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے پاس حاضر و ناظر ہوتے ہوئے اپنی زندگی کے سارے معاملات کو انجام دے سکے۔ بہت سے جائز معاملات ایسے ہیں کہ ایک مسلمان مر تو سکتا ہے لیکن ان کو کسی دوسرے مسلمان بھائی کے سامنے بھی انجام نہیں دے سکتا چہ جائیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہوتے ہوئے وہ ایسا کرے!!!

⑫ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

أَبْطَأْتُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً بَعْدَ الْعِشَاءِ، ثُمَّ جِئْتُ، فَقَالَ : أَيْنَ كُنْتِ؟، قُلْتُ : كُنْتُ أَسْتَمِعُ قِرَاءَةَ رَجُلٍ مِّنْ أَصْحَابِكَ، لَمْ أَسْمَعْ مِثْلَ قِرَاءَتِهٖ وَصَوْتِهٖ

مِنْ أَحَدٍ، قَالَتْ : فَقَامَ وَقُمْتُ مَعَهٗ حَتّٰی اسْتَمَعَ لَهٗ، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيَّ، فَقَالَ : هٰذَا سَالِمٌ مَوْلٰی أَبِي حُذَیْفَةَ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي جَعَلَ فِي أُمَّتِي مِثْلَ هٰذَا .

''میں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک رات عشا کے بعد دیر کر دی، پھر آئی تو آپ ﷺ نے پوچھا: کہاں تھیں آپ؟ عرض کیا: میں آپ کے ایک صحابی کی قراءت سن رہی تھی، میں نے نہ اس کی قراءت کی طرح کوئی قراءت سنی ہے، نہ اس کی آواز کی مانند کوئی آواز۔ پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور میں بھی آپ کے ساتھ کھڑی ہو گئی حتی کہ آپ ﷺ نے قاری کی قراءت سنی، پھر میری طرف توجہ کی اور فرمایا: یہ ابو حذیفہ کے آزاد کردہ غلام سالم ہیں۔ تمام تعریفیں اس اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے میری امت میں اس طرح کے لوگ پیدا کیے ہیں۔''

(سنن ابن ماجه : 1338، مسند الإمام أحمد : 165/6، مسند البزّار : 2694، المستدرك على الصّحيحين للحاكم : 226,225/3، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ نے بخاری و مسلم کی شرط پر ''صحیح'' قرار دیا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

حافظ ہیثمی فرماتے ہیں:

وَرِجَالُهٗ رِجَالُ الصَّحِيحِ .

''اس کے راوی صحیح بخاری والے ہیں۔''

(مَجمع الزّوائد : 300/9)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''جید'' کہا ہے۔

(مقدمة تفسير ابن كثير :63/1، بتحقيق عبد الرزّاق المهدي)

حافظ بوصیری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

هٰذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ، رِجَالُهٗ ثِقَاتٌ .

''یہ سند صحیح ہے اور اس کے سارے راوی ثقہ ہیں۔''

(مِصباح الزُّجاجة :534/1)

⑬ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَتَانِيْ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَيْنَ كُنْتَ اللَّيْلَةَ، فَقَدِ الْتَمَسْتُكَ فِي مَكَانِكَ؟، فَقَالَ : أَعَلِمْتَ أَنِّي أَتَيْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ اللَّيْلَةَ؟

''ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور کہنے لگے: اللہ کے رسول! آپ کہاں تھے؟ میں نے آپ کو آپ کے گھر میں تلاش کیا تھا۔ میں نے کہا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ میں آج رات بیت المقدس گیا تھا؟''

(المعجم الكبير للطّبراني : 283/7، ح : 7142، تهذيب الآثار للطّبري : 2775، مسند البزّار : 3484، دلائل النبوّة للبيهقي : 2/107-109، وسندهٗ حسنٌ)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

⑭ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ احد کے موقع پر سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

أَيْنَ كُنْتَ الْيَوْمَ يَا سَعْدُ !

''سعد! آج آپ کہاں تھے؟''

(المستدرك على الصّحيحين للحاكم : 26/3، ح : 4314، وسندهٗ حسنٌ)

قارئین کرام! آپ ان قرآنی آیاتِ مبارکہ اور صحیح احادیثِ نبویہ پر غور کریں اور خود فیصلہ کریں کہ رسول اللہ ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ قرآن وسنت کے موافق ہے یا مخالف؟ اللہ تعالیٰ نے خود آپ ﷺ کے مختلف مقامات پر ہونے کی نفی کی ہے، اسی طرح خود رسولِ اکرم ﷺ صحابہ کرام سے استفسار فرماتے تھے: ''آپ کہاں تھے؟''، نیز صحابہ کرام بھی آپ ﷺ سے پوچھ لیتے تھے: آپ کہاں تھے؟ اگر نبی اکرم ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر ہوتے، تو آپ کو اور صحابہ کرام کو یہ کہنے کی کیا ضرورت تھی؟

پھر حاضر و ناظر کا عقیدہ رکھنے والے یہی حضرات علم غیب کا عقیدہ بھی رکھتے ہیں۔ بھلا جو کسی جگہ موجود ہو، وہاں کی بات اس کے لیے غیب کیسے ہوئی؟

علم وعقل کا کیا تقاضا ہے؟ قرآن وحدیث کس طرف رہنمائی کرتے ہیں؟ اور حق و انصاف کی پکار کیا ہے؟ فیصلہ آپ پر ہے!!!

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں راہِ حق پر گامزن فرمائے۔ آمین!